

اشرف التفاسیر

تفسیر نعیمی

حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی
اشرفی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف: امجدیہ خاں نعیمی

ALANAZRAT NETWORK
اعلحضرت نمیت ورک
www.alanazratnetwork.org

اسم تاریخی

اشرف التفسیر

تفسیری

(پارہ دوم)

مؤلف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی حیدر آبادی

ناشر

مکتبہ اسلامیہ

۳۰ اردو بازار * لاہور

نام کتاب	_____	تفسیر فیسی (پارہ اول)
مصنف	_____	حکیم الامت مفتی احمد یار خان فیسی رحمۃ اللہ علیہ
اقدار صفحات	_____	720
کیوزنگ	_____	لیزر کیوزنگ این 'شار سائنس مارکیٹ'
	_____	تکلیہ اہلی والا 'تکلیہ ریویو' خواتین کالی لاہور
پرتر	_____	
ناشر	_____	مکتبہ اسلامیہ

غزنی شریٹ 15 صوف میاں مارکیٹ 38 - 120 بازار لاہور
Ph: 7354851

نوکر کو لوہا کا ستون نہیں اگر تو واقعی یہ تھا میں تو وہ سروابِ حاش کر لے۔ اگر لوہا کی صفت کرتا ہے تو وہی جاکر گنہگار جلتا تو رب کے فضل میں نہ ہو۔ صوفیاء کہتے ہیں کہ یہی میر کے ساتھ زکوٰۃ و حج و غیرہ عبادت کا کرنے ہوا۔ صرف نماز کا کرنا چاندی سے ایک پیہ کہ ساری قیہ جلتی صرف فرش پر ہوتی ہیں مگر نماز کے ارکان فرش و فرش ہر جگہ کہ فرشتے رکوع و سجود میں مشغول ہیں چونکہ نماز میں فرشتوں کی مشاہدت بھی ہے اس لئے اس میں فرشتوں کا اثر بھی ہو گا یعنی بے غی و سرے یہ کہ وہاں ہاتھ دینے سے رنج و غم بھول جاتے ہیں نماز میں ایسا وہاں ہوتا ہے کہ انسان عرش کی سیر کرتا ہے رب سے ہمکاری کی لذت پاتا ہے اور اگر اسکی نماز نصیب ہو جاتے تو زبہ نصیب جس میں بندہ کہے کہ میں رب کو دیکھ رہا ہوں۔ دیکھو میری عورتوں کو حسین جب حسن و سخی میں ہم کیونکر انہیں ہاتھ کھینچے گا وہ عسوس نہیں ہوں۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ

اور نہ کہو کہ جو قتل کئے جا رہے ہیں اللہ کے راستے میں مر رہے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اور

اور جو خدا کی راہ میں مارے جاتے ہیں انہی مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں

لَا تَشْعُرُونَ

لیکن نہیں شعور رکھتے تم

ہاں نہیں محسوس نہیں

تعلق : اس آیت کا پہلی آجوں سے چند طرح تعلق ہے۔ پہلا تعلق: پہلی آیت میں مہر کی حکمت کا ذکر تھا۔ صابریں (شداء) کے درجات کا تذکرہ ہے۔ دوسرا تعلق: پہلی آیت میں ہر مہر کا ذکر ہوا۔ اب میر کا جس معنی شہادت کا تذکرہ فرمایا گیا۔ تیسرا تعلق: پہلی آیت میں نماز کا حکم تھا۔ یہ تذکرہ بھی نماز کی حکمت کے لئے ضروری ہے جس میں مسلمان شہید بھی ہوتے ہیں لہذا اب شہادت کی حکمت بیان ہوئی یعنی معیتوں میں ہر نماز سے مدد لیا اور اگر نماز کے لئے جہاد کرنا پڑ جائے تو مسلمان اس میں شہید ہو جائیں تو انہیں سزا دینا ہے۔ چوتھا تعلق: پہلے فرمایا تھا کہ مہر ہونے کے ساتھ نماز ہے اب شہاد ہو رہا ہے کہ ان صابریں میں محض وہ لوگ بھی ہیں جو نہ شہادت دینے کی ہر گز کے حضور حاضر رہے ہیں یعنی ہر کی ایک حکمت پہلے بیان ہوئی اور اب دوسری آیت۔

شہادتِ نزول : جنگ بدر میں مسلمان صرف 313 تھے اور کفار تقریباً 1000 مسلمان بے سلاخ تھے اور کفار کا سلاخ مسلمان بے شمار۔ نتیجہ کے طور پر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کفار کو شکست کاٹش۔ اس جنگ میں 14 مسلمان شہید ہوئے۔ 6 مہاجرین۔ (1) حمیدہ ابن حارث ابن عبد المطلب۔ (2) عمر ابن ابی وقاص۔ (3) ذوالشمالین۔ (4) عمر ابن عقیلہ۔ (5) عامر ابن کعب۔ (6) جابر ابن عبد اللہ۔ اور آٹھ انصاری۔ (1) سعید ابن شمس۔ (2) قیس ابن عبد المذہب۔ (3) زید ابن حارث۔ (4) جہیم ابن عامر۔ (5) براء ابن مصلی۔ (6) حارث ابن سراقہ۔ (7) معوذ ابن عفرہ۔ (8) عوف ابن عفرہ اس کے بعد مسلمان تو کہتے تھے کہ فلاں فلاں اس جنگ میں مرے اور لوگ اس جنگ میں مرے اور کفار منافقین کہتے تھے کہ یہ ایسے دغا بازی ہیں کہ تمہارے اور بے سلاخ مسلمان

حق میں یہ آیت کہ نہ کہہ کر کسی کو
 تفسیر : ولا تقولوا بدعاً یعنی نہ کہہ کر یہ واسطو پر مخلوق ہے یعنی اسے مسلط و تم خود میرے مذکور
 صابرن شداد کو مودہ کو نور ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ علیحدہ نور اس میں سب سے مطلب ہو یعنی اسے لوگوینہ کہہ۔ خیال
 رہے کہ کسی کو کچھ کہنے سے روکنا نہیں فرمیت کا ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ بات اچھی ہو مگر دل میں رکھنے کے قابل ہو وہ سواں
 ظاہر کرنے کے لائق نہ ہو جیسے شب معراج میں اللہ رسول کے اسرار کی باتیں دلائل میں ہوئیں تاویس الی حدیث
 اوحی وہ سرے یہ کہ وہ بات فی نفسہ سچی ہو۔ مگر اس میں بے لوثی کی گنجائش نکلی ہو۔ جیسے لا تقولوا راعنا فن میں بات
 بدی نہیں مگر کہنا کہ تیسرے یہ کہ وہ بات ہی حرام یا کفر ہے نور اس کا نور بھی حرام یا کفر ہو جیسے لا تقولوا لعلہ لا
 تقولوا تیسری صورت کہ ہے یعنی شداد کو مودہ کہنا یہ بات بھی بدی ہے نور اس کا کہنا بھی حرام ہے۔ جیسے نہ کہہ کر ہر چاہیے
 ی لب اس آیت کا لفظ کرتے ہوئے شداد کو مودہ کہنا بھی کفر ہے۔ خیال رہے کہ اکثر احکام کی آیتوں میں غلبہ صرف
 انسانوں سے ہوتا ہے نہ کہ نورانہ جہ 'زکوۃ' جلد کی آیتوں کو فرشتوں سے کوئی تعلق نہیں مگر حداد نور کو لب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات میں غلبہ جن و انس و فرشتے سب سے ہے لا تقولوا لعلہ کے سب ممکن ہیں۔ لی کے
 میں بے اجازت نہ جہ کے ممکن فرشتے تک ہیں۔ یہاں جو فرمایا گیا کہ شہیدوں کو مودہ کہو اس کے ممکن بھی جن و انس
 فرشتے سب سے ہیں اور لا تقولوا میں سب سے مطلب یہ ہے کہ حضور کے پیروں میں رکھ کر لے لے شہیدوں کو بھی مودہ
 کو تو خود محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا کیا کہ نور کیا ہو چھٹ۔ حضور کی ہر کٹ مرنے کا کام شہادت ہے اگر آ
 وغیرہ مودہ میں تو حیدر شرکاء سے قرین میں تو شہید نہیں لکن عقل ہی سبیل اللہ کل سے جس کے حق میں ہیں چھٹ
 کے بدن کی شہادت بجا از انشاء (یعنی اللہ تعالیٰ) یعنی کل تو کھری ہوئی چیز کا ثبوت ہے اور کل ہے وہ شہدان کا کھولنا اور انشاء اسما
 پانچ یا دیگر تصور پر مشتمل کہہ دالے کا نام کل ہے۔ کل 'طریق' 'شرع' 'مسلک' سب کے حق میں راستہ مگر سبیل
 راستہ کہلاتا ہے جس میں سولت ہو اس کی جمع سبیل ہے۔ پھر اس ذریعہ کو بھی سبیل کہہ دیا جاتا ہے۔ جس سے کسی تک
 سبیل جیسے اذع الی سبیل وہاں کہہ دالے سبیل اللہ راستہ ہے جس سے خدا تک پہنچ سکیں جیسے لعلہ لا
 اموات یا تو سولی کی جمع ہے یا بیت کی سولی معنی مودہ اور بیت معنی موارو بے کار ہو نور اس میں چھٹ داخل ہیں ایک یہ کہ
 شداد کو لب مودہ کو ایک وقت میں ہر موت طاری ہوئی اور پھر انیس و انجی زندگی بخش دی گئی۔ سرے یہ کہ تم کوئی نور
 کو موت نور ان کو مودہ نہ کہو کیونکہ یہ بالفاظ من شہد و اول کے لائق نہیں بلکہ من کی بدقت کو شہادت نور ان کو شہید
 تیسرے یہ کہ انیس بے کار نور ان کی اس قرین کو بے غور نہ جانو جیسے کہ موارو بے کار ہو کہ ہے وہ کار آمد ہیں نور ان کی
 مستقامہ متذکرہ خیال رہے کہ اموات' ہم کی خبر ہے نور جلین کر کہ نور ان کا حصول بل احاطہ بھی ہوگی
 نور یا تو لا تقولوا پر مخلوق ہے یعنی بلکہ یہ کہ وہ زعم ہیں یا اموات پر یعنی بلکہ وہ زعم ہیں۔ سرے سنی ہی زیادہ کا
 کیونکہ رب تعالیٰ ان کی زندگی کی خبر دے رہا ہے نہ کہ انیس زعم کہنے کا لفظ حکم۔ اس زندگی میں چھٹ داخل ہیں ایک یہ

جیسے اس عالم میں زندہ ہیں اور انہیں رب کی طرف سے رزق ملتا ہے اور جنت کی سیر بھی کرتے ہیں۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے **لَا تَزَالُ تَطَاوَعُ لَوْ هُنَّ امَّا اَنْتُمْ اَللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ** حدیث شریف میں ہے کہ شہداء کی دو جگہ ہزاروں کے قالب میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور وہاں کے سیرے اور نعمتیں کھاتی ہیں (جلالین اور خزائن العرفان)۔ دوسرے یہ کہ وہ زندوں کی طرح ہیں کہ ان کا ثواب جاری رہتا ہے کہ جب تک وہین قائم ہے اور جلا جاری ہے انہیں ثواب مل رہا ہے کیونکہ انہوں نے دین کا جلا دی اور شہادت کا طریقہ جاری کیا۔ تیسرے یہ کہ ان کی دو جگہ کاغذی جسم کے ساتھ قوی تعلق ہے کہ یہ جسم نہ سڑتے ہیں نہ کھتے۔ پہلی دو صورتوں میں تو حیات سے روحانی زندگی مرلو ہے اور اس صورت میں جس قدر بھی تینوں صورتیں ہیں کہ ان کی تائید قرآن و حدیث سے ہے وہ ہر لحاظ سے زندہ ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ **لَا تَطْهَرُونَ** جس میں ان کی زندگی کا احساس نہیں اور ان کے عیش و معاش جس میں نظر نہیں آتے یعنی ان کی زندگی کا کل ہے تھامے احساس کے لحاظ سے فرق ہے کہ پہلی زندگی جس میں نظر آتی تھی یہ نظر نہیں آتی نیز پہلے انہیں دنیوی سلطنت اور رزق کی ضرورت تھی۔ لہذا اس سے ہے نیاز ہو چکے۔ اس لئے ان پر ظاہری احکام مودوں کے سے جاری کر دیئے گئے کہ ان کی میراث تقسیم ہو گئی اور ان کی بیبیوں کا نکاح دوسروں سے جائز ہو گیا کہ یہ چیزیں ظاہر سے متعلق تھیں جیسے کہ جب سوار نے گھوڑا اٹکایا۔ تو اس کی زین وغیرہ بھی طہر کر دی اور جب تاجر نے کھنڈ کوئی تو ہنڈو تراندے بھی بے نیاز ہو گیا کیونکہ اس کا سلاخ جمع کیا ہو لعل ہی کیا کہ ہے کہ لب کلمے کی مستحکم ہواشت کرے۔ خیال رہے کہ **تَطْهَرُونَ** شعور سے بنا جس کے متنی ہیں ظاہری اصطلاح سے احساس اور عمل علم کی نفی نہیں کی گئی بلکہ احساس کی کمی تھی۔ حفظ تعلق ہر مسلمان شہداء کی زندگی کو جائز تھا اور اس پر ایمان رکھتا ہے اگرچہ دیکھ نہ سکے۔ نیز اس میں عام لوگوں سے خطاب ہے ورنہ انبیاء کرام اور خاص اولیاء اللہ ان کی زندگی دیکھتے بھی ہیں بلکہ ان سے ملاقاتیں اور گفتگو کرتے ہیں۔

خلاصہ تفسیر : اے مسلمانوں جو لوگ میرے اول درجہ میں ہیں۔ یعنی اللہ کی رگوں میں لگے ہو کر شہید ہو گئے انہیں مودہ کو۔ وہ تو اسی طرح زندہ ہیں لیکن جس میں ان کی زندگی محسوس نہیں ہوتی۔ رب نے پہل تو شہداء کو مودہ کہنے سے روک دیا۔ دوسری جگہ فرمایا **وَلَا تَحْسَبَنَّ الْمَوتَ قِتْلًا** لی سبیل اللہ امواتا شہداء رلو خدا کو مودہ سمجھو بھی نہیں جس سے معلوم ہوا کہ شہداء کی زندگی ایسی جیتی ہے کہ انہیں مودہ سمجھنا اور کہنا بھی گناہ ہے نیز سبیل اللہ یعنی اللہ کی رگوں میں مست حجاب نہیں ہے جو بھی دین سے رکھو شہداء کرنے کے لئے کھڑا جائے وہ شہید بنی سبیل اللہ ہے لہذا اگر کفار تو ان عملاً قربانی گئے دودھ پاک وغیرہ کو بند کر رہا ہیں اور مسلمان ان سے جنگ کر کے کھڑا جائے تو شہید ہے ایسی ہی اگر مسلمان کفار کے ملک پر حملہ کریں اور اس میں کچھ مر جائیں تو شہید بنی سبیل اللہ ہیں کیونکہ وہ بھی اسلام پھیلانے کے لئے لڑ رہے ہیں اور دینی رکھو نہیں دور کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ مرزائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ لب جلا منسوخ ہو چکا اور جب جاری تھا تب بھی حملہ کفار کو دفع کرنے کے لئے تھا کہ ان پر حملہ کرنے کے طریقہ پر مگر یہ محض غلط ہے نہ تو لب جلا منسوخ ہوا ہے اور نہ قیامت تک منسوخ ہو گا۔ نیز سوائے جنگ احد اور خندق کے باقی تمام غزوات میں صحابہ کرام ہی نے کفار پر حملہ کیا نہ تمام غلط جملہ کی پوری بحث مع اس کے فوائد کے آیات جملہ میں کی جائے گی۔

شہید اور اس کی زندگی

شہید کے معنی اور وجہ تسمیہ : شہید کے لفظی معنی حاضر گوئی کے ہیں مگر عرف میں شہید وہ مسلمان ہوتا ہے جو قتل ہوا جائے اور قاتل پر اس کے قتل سے مل و واجب نہ ہو۔ اس کو شہید کہنے کی چند وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ دیگر مسلمان قیامت کے حساب و کتاب سے فارغ ہو کر جنت میں پہنچے ہیں اور اس سے پہلے ان کی قبروں میں جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے مگر شہید مرتے ہی جنت میں حاضر ہو جاتا ہے اور وہیں سیر بھی کرتا ہے اور رزق بھی کھاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اسے بارگاہ الہی میں حاضر کر کے فرمایا جاتا ہے۔ تمنا کو وہ عرض کرتا ہے کہ مجھے دنیا میں پھر بھیجا جائے تاکہ پھر شہادت کی لذت پاؤں۔ حکم الہی ہوتا ہے کہ ہم ایک بار آفا کر پھر نہیں آتے (شہید معنی حاضر) تیسرے یہ کہ عام مسلمان قیامت میں گزشتہ انبیاء کے گواہ ہوں گے۔ مگر شہداء سرکاری گواہ۔ جیسے کہ اب بھی بعض محکمات میں خفیہ پولیس یا ڈاکٹرو وغیرہ سرکاری گواہ ہوتے ہیں یا دنیا میں ہلکے مسلمان تو اپنی زبان، قلم وغیرہ سے حقانیت اسلام کی گواہی دیتے ہیں مگر شہید اپنے خون سے توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہے کہ اس کا ہر قطرہ خون کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (شہید معنی گواہ) یوں تو جو بھی قتل ہوا جائے شہید ہے یہاں تک کہ اپنے مل و لاد "آباد" کی حفاظت میں قتل ہوئے والا بھی شہید۔ مگر شہید فی سبیل اللہ وہ ہے جو دین کی حفاظت میں جان کی قربانی دے۔

شہید دو قسم کے ہیں : (1) شہید فقہی (2) شہید عسکی۔ شہید فقہی وہ ہے جو مسلمان قاتل یا بلیغ اور طاہر ہو مگر علم و ہشیار سے مارا جائے یا زخمی ہو کر بغیر دعویٰ آرام لئے مرحلے اس کو نہ حمل دیں گے نہ کن بلکہ انہی خون آلود کپڑوں میں لٹا پڑھ کر دفن کر دیا جائے گا شہید عسکی وہ جن پر اگرچہ قتل کے یہ احکام جاری نہیں مگر آخرت میں ان کو درجہ شہادت ملے گا جیسے جل کر ڈوب کر طلب علم و فیہ میں مرتے والے۔

شہادت کے مراتب : شہید کے مرتبے درجہ ہیں۔ (1) شہید کو غمی سے بہت قرب حاصل ہے کہ خوشخبری نہ دے دو
نہیں تو ذاتی طور شہید کی موت فصل نہیں تو ذاتی۔ (2) غمی کے فضائل شریف است کے لئے پاک اور شہید کے جسم کا خون پاک
یعنی اگر غمی کا پیشاب شریف یا شہید کا خون کپڑا کنوئیں میں گر جائے تو کنوئیں بپاک نہیں (3) غمی بعد وفات زندہ دیکھو (مشکوٰۃ باب
الجمہ) شہید بھی بعد وفات زندہ (4) غمی کو بعد وفات رزق الہی ملتا ہے (مشکوٰۃ باب الجمہ) اور شہید کو بھی (قرآن شریف) (5)
شہید سوالات قبر سے محفوظ (6) شہید کا گوشت و خون زمین نہیں کھا سکتی۔ (7) شہید دنیا سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر جاتا ہے
گویا آج ہی ملے کے پیدہ ہو لے (8) شہید موت سے پہلے جنت دیکھ لیتا ہے۔ (9) شہید 70 آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔
(10) شہید کا عمل و رزق قیامت تک جاری رہے گا۔ (11) شہید قیامت کے دن گجر اہٹ سے محفوظ رہے گا بلکہ بیماری جلو
کرنے والے کی ایک نفلہ 500 کے برابر اور ایکہ دم کی خیرات 700 کی مثل (در علل و شامی) فرماتا ہے شہید کے مرتبہ مراتب ہیں
جیسے فوجی سپاہی سلطان کو بیمار کہہ وہ اپنی جان سے سلطنت کی حفاظت کرتا ہے ایسے ہی غازی و شہید رب کو بیمار کہہ اس نے اپنے
خون سے دین الہی کی حفاظت کی۔ (12) جیسے ظاہری ہو شاہوں کے مختلف محلے ہیں اور ہر محلہ کے پاس کلاں بکس و دیو وغیرہ ملکہ

ہیں ایسی ہی سلطنت مصلحتی کے تحت سے چلے ہیں۔ علامہ مولیاء ہنزی شہیدؒ فرمودہاں کہ علامہ کے فکر کی بہت سی شاخیں ہیں۔
 قتالہ، سرحدیں، ہمتدین، مغربین و غیرہ، فکر ولایت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ خوش و قطبہ بدل و غیرہ، عجزوں اور شہیدوں
 کا بھی پوئسی ایک مشکل فکر ہے۔ حکومتیں فریبوں کو بہت دماغوں سے مانتوں سے فوٹوئی ہیں۔ فن کے قتل کے بعد فن کے
 قیاموں، یہ لکھن کی ہورش کرتی ہیں۔ فرج کو مطلقہ کھڑو کے کھٹا کڑا بھی دیتی ہیں۔ ایسے ہی رب تعالیٰ عجزوں اور شہیدوں پر
 خاص مروتیں فرماتا ہے کہ غنی ذہن کھلی کے عوض انہیں حیات بدل دیتی ہے۔ غنی فن کے عقل فن کے حل تربیت پر کرم فرماتا

شہید کی زندگی : روح البیان نے فرمایا کہ انسان میں دو حصے ہیں ایک روح سلطان جس کا مقام دل ہے اسی سے زندگی
 قائم۔ دوسرے روح حیوانی جس کا مقام ہڈی ہے جس سے ہوش و حواس برقرار۔ روح حیوانی سونے کی حالت میں اکل جاتی ہے
 اور روح سلطانی بوقت موت خارج ہوتی ہے۔ یعنی روح حیوانی کے نکلنے کا کام خندہ ہے اور روح سلطانی کے نکلنے کا کام موت ہے۔
 جسے خیر کی حالت میں روح حیوانی جسم سے نکل کر عالم کی سیر کرتی ہے اسی سیر کا کام فریب ہے مگر جسم سے باہر بھی اس کا تعلق رہتا
 رہتا ہے جیسے بجلی کے تار کا لوہا جس سے کہ جو فی کسی نے جسم کو ہاتھ لگایا یا پار انور اسی روح کو خیر ہوتی اور آگ لگا کر جسم
 میں داخل ہو بھی اور سونے کا ہاتھ لگایا۔ ایسے ہی روح و موت روح حیوانی کا کہ تعلق جسم سے باقی رہتا ہے کہ وہ کوئی نہیں جھٹکے
 لئے آئے روح کو خیر ہو اس سے اس کا مسموم ہو کہ موت تو روح کی ناکامی ہے نہ جسم کی۔ صرف جسم کے تعلق ضعیف ہو
 جانے کا کام ہے لہذا روح جس جسم کی ہورش نہیں کرتی۔ اس لئے بعد موت جسم گل ہو جاتا ہے۔ مگر وہ کچھ تعلق ہی رہتا
 ہے اس لئے قبر میں ایک کھدوں کے جسم کو اور بعد کھدوں کے جسم کو کھدایا جاتا ہے اور روح جس کا جس کی ہے۔
 جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ قبر اذیت کھلے ہے یا روح کا کھد۔ پھر بھی خیال رہے کہ روح جسم لطیف اور نفی ہے جس
 کا کام مقام قبول یا ملے ہے مگر سادے جسم میں ایسے بجلی ہوتی ہے جیسے کو ٹکڑے میں آگ اور گلاب کے پھل میں حق اور بد
 موت سرائت کی یہ کیفیت نہیں رہتی بلکہ جسم سے باہر رہ کر اس کا تعلق رہتا ہے۔ جیسے ہوشیہ کار علیا سے جب کہ لیا تو اب
 سمجھو کہ نبی کی برائی زندگی عام لوگوں سے بہت زیادہ قوی ہے کہ ان کا جسم گنے سے محفوظ اور ان کھل اور ان کی حسیں تقسیم
 اور تفریح کے قتل نہیں اور ان کی ہڈوں اور بدن میں بلا تکلف سیر فرماتی ہیں۔ اس میں زندگی کا کام لوگوں کو احساس نہیں اور
 ان پر شریعت کی تکالیف باہر ملتی ہیں یہ سب ظاہری کھنگو ہے۔ سورنہ حقیقت میں وہ حضرات تھکریں بھی پڑھتے ہیں اور ذکر
 فکر میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ شب معراج آگے چلیں انہوں نے حضور کے پیچھے بیت المقدس میں ملا لوائی۔ جب وہ لوگوں میں
 گزرتے چلیں انہوں نے بھی جگایا۔ جس کی حضور نے فریاد۔ انتہاء ملے اس کی پوری بحث معراج کی آیت میں کی جائے گی۔ خیال
 رہے کہ وہ لوگ سلطنت کا سلطانوں کی میں ہو چاہر اسلوب کے لحاظ سے ہے نہ کہ انعام شرمیہ کے لحاظ سے اسی لئے ان سے
 پردہ فرض فن کی لولہ سے سلطانوں کا نکل درست دیکھو حضرت کمالہ و زینب و کلثوم سے جو حضرت خدیجہ الکبریٰ کی
 صاحبزادیاں ہیں۔ حضرت علیؓ، ابو جہش، حسنؓ، غنی کے نکل ہوئے۔ نہ انہیں سلطانوں کی میراث ملے نہ سلطانوں کو ان کی
 میراث مسموم ہو کہ وہ حضرات لوہا میں سے اٹھل مگر شری حکم میں نہیں۔ حضور انور کی وقت کے بعد ان سے نکل جس

جست میں پہلے رہا حضور کا جسد معراج کی رشتہ میں جا پھوڑا جس علیہ السلام کلاب بھی وہاں رہا یہ تو اب کے لئے نہیں اس کی
دوسری نوعیت ہے جیسے کہ ملائکہ کو ہاں قیام۔

ہماری تحقیق : زندگی کی تین قسمیں ہیں اور اس کے مقتل موت کی بھی تین قسمیں ہیں۔ ایک زندگی جس جو محسوس ہو
اور اس کے مقتل موت جس جو بظاہر معلوم ہو۔ اسی لحاظ سے فرمایا کیا انک میت وانہم متون یہاں موت سے جس
موت مرلو ہے جو بظاہر دیکھنے میں آئے اور جسم بے حس و حرکت نظر آئے دوسرے زندگی حقیقی جیسے روح کی زندگی کہ وہ جسم
سے جدا ہو کر بھی برقرار ہے اس کے مقتل موت حقیقی ہے جیسے کہ قیامت کے دن جاویدوں کو آپس میں بدلہ دلا کر کا کر دیا جائے
گا اور کہا جائے گا۔ کونوا قواہا۔ مٹی ہو جاو اس دن ان کی رو میں یہی فنا ہوں گی۔ تیسرے زندگی حکی جو دیکھنے میں نہ
آئے۔ مگر اس پر زندگی کے بست سے احکام جاری ہوں جیسے انبیاء کرام کی وفات کہ اس پر موت سے زندگی کے احکام شروع جاری
ہیں مثلاً میراث تقسیم نہ ہو جاو روح کی بیویوں کا وروں سے نکلتا نہ کرنا وغیرہ اور کچھ موت کے احکام بھی جاری جیسے کفن و دفن
نماز جنازہ وغیرہ اور جیسے کہ شہداء کی موت کہ جس پر ہلائے جسم اور عطائے رزق وغیرہ کی زندگی کے احکام جاری اور دفن و نماز
جنازہ اسوت کے احکام اس کے مقتل حکی موت ہے کہ وہ بظاہر زندہ ہو مگر اس پر موت کے احکام جاری ہوں۔ جیسے مردہ کہ وہ
چلا پھرنا نظر آتا ہے مگر اس کا کل حکم ملکیت سے نکل چکا اور وہی نکاح سے خارج لہذا یہاں احکام سے حیات حکی مرلو ہے نہ
کہ جس یا یوں کو کہ نبی اور شہید کی روح جسم سے علیحدہ کر دی جاتی ہے سرکار فرماتے ہیں۔ لانی امود مقبوض مگر اس
قبض روح کے باوجود ان کی حیات باقی رہتی ہے۔ لہذا انک میت میں قبض روح مرلو ہے اور ہل احیاء میں وہی باقی رہ
جائے لہذا حیات جیسے کہ حق صدر کے موقع پر حضور کھل لکل لیا گیا مگر حیات باقی رہی۔ خیال رہے کہ قبض روح موت نہیں
بلکہ سبب موت ہے ہو سکتا ہے کہ سبب پایا جاوے اور موت نہ آئے۔ حیۃ اس صفت کلام ہے جس سے علم مورد اکوہ وغیرہ قائم
ہے لہذا انبیاء شہداء مقبوض ہیں میت نہیں اس لئے بعد وفات ان کے جسم گئے نہیں کہ روح کا تعلق ان سے قائم ہے نہ کو کسی
کلام سو کہ جانا ہے تو سزا کا نہیں کہ روح کا کچھ تعلق اس سے قائم ہے طریقیہ جیسے ہماری غیر میں روح سلطان لکل ہاں ہے مگر
وہ داخل نہیں ہوتے اس لئے ان کی غیر پر بعض احکام تو غیر کے طاری ہوتے ہیں چنانچہ کہ نماز میں امام نہ ہونے وغیرہ اور بعض
احکام ہماری کے جاری جیسے وضو نہ لونا طو اب کا وہی اہل ہوتا ہے کہ ان کے طو اب سے احکام شروع ہو جاتے ہیں۔
حضرت امیر الامم نے طو اب سے لے کر فرار کا رکن فرمایا اسی طرح ہماری موت میں روح حیوانی جسم سے نکل بھی جاتی ہے اور ہمارا
جسم بے جان ہو کر سڑک بھی جاتا ہے مگر حضرت انبیاء کی وفات میں روح حیوانی جسم سے نکل تو جاتی ہے اسی لئے ان کا دفن
کفن نماز جنازہ وغیرہ ہو جاتی ہے۔ مگر وہ جسم بے جان نہیں ہوتے۔ ہر دہش روح باقی رہتی ہے اسی لئے ان کے اجسام سڑتے
گئے نہیں اور ان پر موت سے احکام زندگی جاری ہوتے ہیں۔

سید الشہداء کون ہے ؟ : بعض اسباب سے شہادت کا طو اب بدھ جاتا ہے اور اسی وجہ سے شہید کو سید الشہداء کہا جاتا ہے
مثلاً ایک شہید کفن و دفن پاتا ہے۔ دوسرا شہید شہادت سے پہلے بھوک پیاس کی تکلیف اٹھاتا ہے اور بعد وفات اسے گود کفن
بھی میر نہیں ہوتا بلکہ اس کا جسم گھوڑوں سے ہال کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ سڑا پہلے سے اٹھل ہے اس میں گفتگو ہے کہ صحابہ